SHABANA PERVEEN
Asst. Professor, Dept. of URDU
Vaishali Mahila College, Hajipur (B.B.A, Bihar University, Muzaffarpur)

B.A (H) Part I,PAPER -II

TOPIC: QASIDAH KE AJZAYE TARQUEEBI

قصیدہ کے اجزائے ترکیبی

قصیدہ ادب کی مہتم بالشان صنف ہے۔اس میں رعب داب،شان وشوکت اور وجاہت وتمکنت کا اظہار ہوتا ہے۔
اس کی فضا ایک خاص قسم کے طنطنہ اور طمطراق میں رچی بسی ہوتی ہے۔قصیدہ اور غزل کی تکنیک ایک جیسی ضرور ہے مگر قصیدہ میں نظم کی طرح خیالات ومضامین مربوط اور مسلسل ہوتے ہیں۔اس کا ایک مخصوص ڈھانچہ ہوتا ہے اور اسی سبب وہ دیگر اصناف سخن سے مختلف ہے۔ایک مکمل قصیدہ کے لئے عام طور پر پانچ اجزا متعیّن کئے گئے ہیں:

(۱)تشبیب (۲)گریز (۳)مدح (۴)حسن طلب (۵)دعا

ذیل میں ان اجزا کی وضاحت کی جارہی ہے:

(۱)تشبیب :- تشبیب کونسیب یا مطلع بھی کہتے ہیں۔مطلع کے معنی ’’اگنے کی جگہ‘‘ ہے اور قصیدہ کا آغاز تشبیب سے ہوتا ہے،اس لئے تشبیب کو مطلع بھی کہتے ہیں۔اس سے مراد وہ اشعار ہیں جو قصیدے کی ابتدا میں تمہید کے طور پر لکھے جاتے ہیں۔تشبیب کا مطلع اپنی ہیئت کے اعتبار سے غزل کے مطلع کی طرح ہوتا ہے۔یہ قصیدے کی جان ہے۔اس کے انوکھے پن اور اچھوتے پن پر قصیدہ کی عمدگی اور دلکشی کا دارومدار ہوتا ہے۔ابتدا میں تشبیب میں عشق وعاشقی کی باتیں کرنا اور آتش شوق کو بھڑکانا تھا،مگر اردو میں عشقیہ مضامین کی تخصیص نہیں رہی ،اس میں ہر قسم کے مضامین نظم کئے جانے لگے جیسے موسم بہار، بے ثباتی عالم، رندی وسرمستی، پندوموعظت ، شکایت زمانہ، ناقدری علم وفن،فلسفیانہ ومتصوفانہ مضامین اور دیگر علوم وفنون سے متعلق موضوعات بھی تشبیب میں جگہ پانے لگے۔
تشبیب کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس میں جو مضامین قلم بند کئے جائیں وہ ممدوح کے منصب ومرتبہ سے مناسبت رکھتے ہوں تاکہ ان میں اور بعد میں آنے والے مدحیہ اشعار میں معنوی ربط قائم رہے۔اس بات کا بھی خیال ہونا چاہئے کہ تشبیب کے اشعار کی تعداد مدح کے اشعار سے کم ہو۔ابن رشیقؔ نے اسے قصیدے کے معائب میں شمار کیا ہے کہ تشبیب زیادہ ہو اور مدح کم۔تشبیب کے سلسلے میں یہ شرط کافی اہم ہے۔ظاہر ہے اگر کسی مضمون کی تمہید نفس مضمون سے طویل ہوجائے تو یہ اس کی بڑی خامی ہوگی۔

(۲) گریز:- گریز کے معنی ’’بھاگنا‘‘ ہے۔چونکہ قصیدہ گواس کے ذریعہ مدح کی طرف آتا ہے اس لئے بنیادی معنی سے اس کی مطابقت ظاہر ہے۔گریز کا سب سے بڑا حسن یہ خیال کیا جاتا ہے کہ تشبیب کہتے کہتے شاعر مدح کی طرف اس طرح گھوم جائے کہ ربط برقرار رہے۔عربی تنقید میں دوسرکش بیلوں کو ایک جوے میں جوتنے کو گریز کہتے ہیں۔قصیدہ میں چونکہ تشبیب ، گریز اور مدح جیسے متضاد عناصر کو ایک رسی میں باندھا یا ایک جوے میں جوتا جاتا ہے اسی مناسبت سے قصیدے کے دوسرے عنصر کا

نام گریز ہے۔قصیدہ نگار تشبیب سے گریز کی طرف پلٹنے میں کمال ہوشیاری اور انتہائے فنکاری کا مظاہرہ کرتا ہے۔کامیاب گریز وہی ہے جس میں اس کا احساس نہ ہو کہ شاعر قصداً مدح کی طرف آیا ہے بلکہ بات سے بات پیدا ہوگئی اور اشہب قلم خود بخود مدح کے میدان میں آ گیا۔کہا جا سکتا ہے کہ کامیاب قصیدہ گو وہی ہے جو ممدوح اور سامع دونوں کو تشبیب کی گونا گوں کیفیات میں محو کردے پھر گریز کا پہلو بدل کر مدح کی طرف آ جائے اور اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرلے۔

(۳) مدح:- قصیدہ کا تیسرا حصہ مدح ہے۔مدح کے لغوی معنی تعریف کرنا ہے۔اصطلاح میں یہ قصیدہ کا وہ حصہ ہے جس میں شاعر اپنے ممدوح کی مدح سرائی کرتا ہے۔مدح کا میدان کافی وسیع ہے۔ممدوح کی حیثیت اور مرتبے کی مناسبت سے اس حصے میں جاہ وجلال ،عز وشرف ،سخاوت وضیافت ،شرافت ونیکی ،شجاعت و بہادری ،عدل وانصاف ،خلق ومروت ،فیوض وبرکات ، کشف وکرامات اور علمیت وقابلیت کے بیان میں شاعر اپنا سارا زور قلم صرف کردیتا ہے۔زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتا ہے۔ اشہب تخیل کو بے لگام چھوڑ دیتا ہے۔یہاں تک کہ اکثر وبیشتر مبالغہ اور غلو کی منزلوں سے گزر جاتا ہے۔البتہ اس میں بھی توازن کی ضرورت ہے۔مدح سرائی میں ایسا نہ ہو کہ شاعر غلو سے بڑھ کر اغراق کی حد تک چلا جائے۔اس سے ذوق سلیم پر ناگوار اثر مرتب ہوتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ یہی وہ منزل ہے جہاں شاعر کے اصلی جوہر کھل کر سامنے آتے ہیں۔اس منزل میں شاعر اپنے پرواز تخیل سے نئے نئے معنی تراشتا ہے اور معنی آفرینی کا مظاہرہ کرتا ہے۔اپنے ممدوح کو اس طرح لفظوں کے جال میں گھیرتا ہے کہ وہ خوش ہوکر اسے انعام واکرام سے نوازتا ہے۔ڈاکٹر محمود الٰہی کا خیال ہے کہ قصیدہ گوئی کے صلہ کے طور پر شاعروں نے دربار اور عوام میں جس قدر انعام واکرام اور اعزاز وافتخار پایا اتنا کسی صنف کے ذریعہ سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

(۴) حسن طلب یا عرض مطلب:- مدح کے بعد حسن طلب یا عرض مطلب کی منزل آتی ہے۔یہاں پہنچ کر شاعر نہایت حسین وجمیل انداز میں اپنے اصل مطلب پر آتا ہے اور اپنا مدعا بیان کرتا ہے۔یہ مقام کافی لطیف اور نازک ہوتا ہے۔اس مقام پر ممدوح کی نفسیات کا پورا پورا خیال رکھنا پڑتا ہے۔لفظوں کے دروبست اور اشعار کی بندش ایسی ہونی چاہئے کہ ممدوح خوش ہوکر شاعر کے مدعا کو پورا کرنے کی طرف آمادہ ہوجائے۔اس کی طبیعت مکدر نہ ہو۔

مختصر یہ کہ حسن طلب میں پیش کش کا انداز نادر اور اچھوتا ہونا چاہئے ،تاکہ ممدوح بلا تکلف شاعر کو زیادہ سے زیادہ انعام و اکرام سے نوازے۔

(۵) دعا:- آخر میں دعا کی منزل آتی ہے۔جس میں شاعر اپنے ممدوح کی درازی عمر، مال ودولت میں ترقی اور نسل وحکومت میں بقا وبرتری کے لئے دعا کرتا ہے۔دعا میں عام طور پر یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ شاعر اپنے آپ کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ اب سلسلہ کلام کو تمام کرو۔اس کے بعد اپنے ممدوح اور اپنے لئے دعا خیر کرتا ہوا قصیدہ تمام کرتا ہے۔

☆☆☆